مژدۂ عام

کلیات مرثیہ ہائے جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم

مومنین دیندار و شیعیان حیدر کرار علیہ السلام و عزاداران حضرت اہلبیت اطہار علیہم السلام
مژدہ ہو کہ دفتر ماتم کی بیس جلدیں تمام و کمال چھپ کے تیار ہو گئیں۔ افصح الفصحا ابلغ البلغا عالیجناب
مرزا محمد جعفر صاحب اوج دام ظلہ نے خاص اپنے کتب خانہ سے یہ ذخیرہ عطا کیا ہے اور بعد صرف
زر کثیر اس حقیر نے بنظر باقیات الصالحات بیسون جلدیں چھاپ دیں۔ جلد اول سے
تا جلد چہاردہم کامل چودہ جلدون میں مرثیہ ہائے نایاب کا ذخیرہ ہے اور جلد پانزدہم
مین حضرات چہاردہ معصوم علیہم السلام کے معجزات اور ولادت و وفات وغیرہ حالات
منظوم ہیں اور جلد شانزدہم سے تا جلد ہشتدہم تین جلدون مین ردیف وار الف سے تک
سلامون کا ذخیرہ ہے اور جلد نوزدہم مین مخمسات ہین اور جلد بستم مین ردیف وار الف
سے تک رباعیان ہین اور متفرق کلام مثل نوحہ جات و قطعات و مسدسات وغیرہ اعانہ
اس آخری جلد بستم مین شامل ہین قیمت کامل بیس جلدون کی دس روپیہ بخیال رفاہ عام مقرر
کی گئی ہے اور متفرق جلدون کے خریدار سے فی جلد ۱۲ قیمت لیجاتی ہے محصول ڈاک
اسکے علاوہ مع فیس منی آرڈر [illegible] جاتا ہے۔

جن حضرات کو اس گنج شایگان کی خریداری منظور ہو بذریعہ ویلیو پی ایبل قیمت طلب کریں
مبلغ للعہ کو بیس جلدین مع محصول ڈاک خریدار کو گھر بیٹھے ملجائینگی۔ جو کہ صدہا روپیہ
خرچ کرنے سے دستیاب نہوتی تہین بلکہ تمام عمر اگر تلاش کرتے اور کاتبون کو سیکڑا
روپیہ دیکر لکھواتے تب بھی اسقدر ذخیرہ فراہم نہوتا فقط

الراقم

سید عبد الحسین اثنا عشری تاجر کتب لکھنؤ محلہ یحیی گنج عقب [illegible] ۱

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِين

دریں زمان سعادت نشان برکت اقتران مثنوی با صدق و صفا موسوم بہ

مثنوی صبر و رضا

۱۳۱۸ھ

۱۹۰۰ع

تلمیذ شاعر شیریں بیان فصیح اللسان خلاصۂ دودمان مرتضوی سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

بفرمائش سید عبد الحسین صاحب تاجر کتب لکھنؤ تکیے گنج مطبع دبدبۂ احمدی میں چھپی

پس از حمدِ خدائے ربِّ اکبر
پس از نعتِ رسولؐ و مدحِ حیدرؑ

یہ میری دوستون سے التجا ہی
بگوشِ دل سنین جو ماجرا ہی

طبیعت میری اکدن منتشر تھی
کسی صورت نہ بہلانے سے بہلی

کہ آیا اتنے مین بندہ حسن خان
مثالِ گل شگفتہ اور خندان

حقیقی میرا بھائی ہے وہ چھوٹا
ہوا آکر یہ مجھ سے عرض پیرا

طبیعت کیون تردد آشنا ہے
نصیبِ دشمنان یہ حال کیا ہے

کہا مین نے کہ بھائی کیا بتاؤن
نہیں طاقت جو دردِ دل سناؤن

نہ پوچھو ہون کس آفت مین گرفتار
تردد نے کیا ہے سخت ناچار

وطن چھوڑینگے قصد اب ہی سفر کا
خدا حافظ ہے اپنے بعد گھر کا

کہا بھائی نے حضرت اسے حاصل
خدا کرتا ہے حل ہر ایک مشکل

رکھین فضلِ الٰہی پر نظر آپ
نہ عاجز ہو کے چھوڑین اپنا گھر آپ

تفکر مین پئے طبعِ مکدر
ہی شغلِ شعر گوئی سب سے بہتر

میں نے کہ میری کیا لیاقت — طبیعت اسکے قابل ہے نہ جودت
آگاہ اس فن سے نہیں ہیں — وہ بولا آپ کیا فرماتے ہیں
حسب ہی انکسار اے بندہ پرور — کہ جھکتے ہیں درخت بارآور
طبیعت فہم و دانش سے ہی معمور — نہیں شعر و سخن سے آپ مجبور
کہا یہ سب تمہاری ہے سعادت — کہو اصرار کی کیا ہے ضرورت
کہا یحییٰ نبی کا ہے جو قصا — اوسے نظم آپ فرمائیں خدارا
کہا میں نے کہ ہے یہ امر دشوار — نہیں اتنی لیاقت مجھ میں زنہار
یہ علم شاعری ایسا ہے دریا — نہایت دور ہے اسکا کنارا
شناور ہو اگر کیسا ہی کامل — نہیں ممکن پہونچنا تا بہ ساحل
ہزاروں غوطے بھی اسمیں جو کھائے — در مقصود شاید ہاتھ آئے
وہ بولا ہے بجا ارشاد والا — مگر ہے قول یہ بھی تو کسیکا
بہر کار یکہ ہمت بستہ گردد — اگر خارے بود گلدستہ گردد
ہوا اصرار جب حد سے زیادہ — کیا تب نظم قصہ کا ارادہ
کیا آغاز روز عید اضحےٰ — ہزار و سیزدہ سہ صد کا سن تھا
ہوا اٹھارہویں تاریخ اتمام — وہی تھا سال و ماہ اے نیک انجام
رکھا صبر و رضا ہی نام اسکا — نہیں ہے مثل اسکے کوئی قصا

آغاز داستان عبرت نشان جناب یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام

پلا ساقی شراب ارغوانی — نہیں کچھ اعتبار زندگانی
سرور اوس مے کے پینے سے ہو ایسا — سناؤں میں تجھے اک غم کا قصا
کتب ہیں جو کہ اخبار و سیر کے — قصص ہیں انبیا کے او نہیں لکھے

جو تھے اک حضرت یحیٰی پیمبر
رہا کرتے تھے وہ با دیدۂ تر

خدا کا خوف تھا یہ اونپہ طاری
کہ ہوتے اشک بھی آنکھونسے جاری

بہت کم عمر تھے وہ نیک اعمال
مگر تھا اتفاقاً اونکے یہ حال

ہوے بیت المقدس مین جو داخل
وہان آئے نظر عبّاد کامل

گلون مین اونکے زنجیرین پڑی تھین
ستونون سے وہ سبکے باندھی تھین

کلاہین بالون کی کمل کے کرتے
وہ سب زیب بدن اپنے کیے تھے

بنائے حال اسی صورت سے اپنا
جھکائے سر عبادت مین ہر اک تھا

رہے تھے محو ذکر حق وہ نیک انجام
نہ کرتے تھے کوئی بھی دوسرا کام

عبادت مین اونھین پایا جو کامل
تو بولے حضرت یحیٰی سن ای دل

جو تو ہے چاہتا خالق ہو مسرور
تو تو بھی یہ طریقہ کرے منظور

اسی گھر مین تو عمر اپنی بسر کر
نہین ہے اس مکان سے کوئی خوشتر

وہان سے آئے جب اپنے مکان پر
لگے یون عرض کرنے مان سے رو کر

مجھے اک دیجئے کمل کا کرتا
نہایت ہے مرے دل کو تمنا

کلاہ اک بالونکی بھی ہو عنایت
ہوئی ہے اور سب کپڑونسے نفرت

کہا مان نے کہ ای میرے جگربند
خدا رکھے جہان مین تجکو خورسند

ٹھہر جاؤ تمھارے باپ آلین
ہم اسکا اونسے بھی تو مشورہ لین

کرینگے ہم وہی جو وہ کہینگے
اجازت گر ہوئی ہم تمکو دینگے

پدر یحیٰی کے جب آئے مکان پر
سنا سب حال بیٹے کا سراسر

سنی فرزند کی جب اپنے روداد
کیا یون لخت دل سے اپنے ارشاد

الٰہی قصد ایسا کیون نور نظر ہے
ابھی بچا تو اے لخت جگر ہے

کیا یون عرض یحیٰی ؑ نے کہ حضرت
مری خوف قضا سے ہے یہ حالت

نہین یہ موت امان دیتی کسیکو
وہ بوڑھا یا کہ بچا یا جوان ہو

کسیکا بھی چلا ہے موت سے زور
یہ دکھلاتی نہین بچّون کو کیا گور

مرے ہمسن مرے ہین میرے آگے
پڑے ہین قبر مین نازون کے پالے

یہ فرمایا کہ ہان اے نیک افعال
حقیقت مین قضا کا ہے یہی حال

اسے پیر و جوان ہین سب برابر
نہ خوف اسکو کسی سے ہے نہ کچھ ڈر

اجازت جب ہوئی تب ہو کے مجبور
بنا کے مان نے کرتے تھی جو منظور

پہنا پھر سے کیئے زیب بدن بس
گئے یحییٰ سوئے بیت المقدس

وہان جا کر ہوئے مشغول طاعت
دل و جان سے ہوئے محو عبادت

خبر تن کی نہ تھا کچھ ہوش سرکا
خدا کا دھیان بس شام و سحر تھا

جو تھے نازک بدن یحییٰ نہایت
ہوئی کمل کے کرتے سے اذیت

زبون تھوڑے ہی عرصہ مین ہوا حال
تن نازک ہوا مانند غربال

محبت نے ضعیف اونکو بنایا
نحافت نے بہت اونکو ستایا

جب اپنے حال پر خود ہی نظر کی
ہوے آنکھون سے فوراً اشک جاری

ہوے فارغ جو زاری و بکا سے
تو آگاہی ہوئی حکم خدا سے

تو اپنے حال پر روتا ہے یحییٰ
خبر اسکی نہین ہے تجھکو اصلا

نظر دوزخ کی جانب گر کرے تو
مصائب میری طاعت مین سہے تو

لباس آہنی پہنے ابھی تو
نہ راحت چاہے جبتک جی کبھی تو

سنی جسوقت یحییٰ نے یہ آواز
ہوے پھر گریہ و زاری سے دمساز

رہین ہر وقت آنکھین اشکون سے تر
لگا پھر حال ہونے اون کا ابتر

ہوا فرط بکا یہ آخر کار
کہ اشکون نے کیئے رخسا افگار

گرے گل گل کے گوشت اوسکے زمین پر
نظر آنے لگے دندان اطہر

ہوا حال پسر جب ماں کو معلوم
ہوئیں دل میں بہت محزون و مغموم

چلی آئیں وہاں ہمراہِ شوہر
جہاں تھے حضرتِ یحییٰ پیمبر

یہ دیکھا اشک جاری متصل ہیں
ضعیف و ناتواں و مضمحل ہیں

پسر کے حال سے ایسا ہوا غم
کہ تیرہ ہوگیا آنکھوں میں عالم

گر آئے لختِ دل چشمانِ تر سے
گُہر اشکوں کے ابرِ غم سے برسے

پریشاں سب ہوئی شورِ فغاں سے
بھرا وہ گھر ہجومِ ہمابذاں سے

گرُھا رونے پہ اونکے دل سبھوں کا
کہا یہ حال کیا تیرا اے یحییٰ

غضب ہی کچھ دنوں میں یہ ہوا کیا
ہی تیرے حال پر افسوس کی جا

کیا با چشمِ تر سب سے یہ ارشاد
نہیں مجھکو خبر کیا ہے یہ اُفتاد

یہ کلمے سُنکے بیٹے کی زباں سے
کہا تب باپ ماں دونوں نے روکے

یہ تمنے حال کیا اپنا بنایا
مجھے پیری میں تڑپایا رولایا

جو برگِ گل سے بھی نازک تھے رخسار
اونھیں مجروح ہم پاتے ہیں دلدار

تمنا تھی یہی برسوں خدا سے
ہمیں بیٹا کوئی اے کبریا دے

جگر کو چین ہو ہو دل کو آرام
مرادِ دنیا و دیں میں جس سے ہو نام

کیا رحمت سے اپنے تجکو پیدا
کیا تجھپر ہمارے دل کو شیدا

عنایت تھی جنابِ کبریا کی
کہ تجھ سی نعمتِ عظمیٰ عطا کی

مگر ہے اے پسر افسوس کی جا
ہے اپنا حال یہ تو نے بنایا

سُنی یحییٰ نے جب یہ باپ کی بات
لگے یوں عرض کرنے تب وہ خوش ذات

کہا تھا آپ ہی نے اے معظم
کہ ہے اک راہ مابینِ جہنم

دھر ہے خلد اوس جانب سقر ہی
وہ رستا بال سے باریک تر ہی

وسے ہو جائیگا آساں وہ رستا
خدا کے ڈر سے جو روتا رہیگا

وگرنہ ہی گذرا اوس جا سے مشکل / ہی سب کے واسطے وہ سخت منزل

اوسیکے رنج سے مین بھی ہون دلرزش / کہ مجکو بھی وہی ہے راہ درپیش

کرے ہر دم نہ کیون وہ نالہ و آہ / جسے طے کونی ہو دشوار یہ راہ

کہا اون کے پدر نے ای نکوذات / خلافِ حق نہ تونے کی کوئی بات

کیئے جا تو ہمیشہ طاعتِ رب / یہی ہے مصلحت تیرے لئے اب

کہا مان نے کہ سن ای میرے دلدار / ترے عارض جو ہین زخمونسی افگار

مرا دل دیکھکر ہے سخت مضطر / یہ ایسے زخم اچھے ہونگے کیونکر

سکے گر تو دوا اسکی کرون مین / کوئی شئی تیرے زخمون پر دھرون مین

نمایان ہین جو یہ دندان چھپائے / ترے اشکون کا پانی جذب کر لے

کہا یحییٰ نے ہین آپ اسمین مختار / نہین اس امر مین کچھ مجکو انکار

اوٹھا لائین نمد کے پارچے دو / رکھا زخمون پہ اون دونونکو زرد

چھپے جسوقت دندانِ مبارک / ہوئی پھر مطمئن جانِ مبارک

مگر یحییٰ کو آتا ہی نہ تھا صبر / کہ روتے ہی رہے وہ صورتِ ابر

وہ کرتا اونکے جو زیبِ بدن تھا / ہمیشہ رہتا تھا اشکون سے بھیگا

برائے امتحان جسوقت مان نے / نچوڑا تو لگے قطرے ٹپکنے

پدر نے گریہ ایسا دیکھا جسدم / ہوا حیرت سے اک سکتے کا عالم

دعا کرنے لگے حق سے یہ روکر / کہ اے خلاقِ عالم بندہ پرور

ترا بندہ مرا نورِ نظر ہی / مگر حال اوسکا اب نوعِ دگر ہے

دعا کرتا ہون اب تجھ سے بمنت / کہ اوسکے شاملِ حال اپنی رحمت

یہان سے اب یہ راوی کا بیان ہی / کہ جو پُر درد ساری داستان ہی

وعظ فرمانا جناب زکریا علیہ السلام کا اور سُننا حضرت یحییٰؑ کا پوشیدہ

اب اسچار اوپر فہم وذی ہوش
پدر تھے کہ تھے اسے نہایت
یہ دیکھا حال جب نورِ نظر کا
سرمنبر جب آتے وعظ کہتے
نہ بیٹھا ہو کہین پوشیدہ یحییٰ
نکرتے ذکر سعیر نار وجنان کا
جو سن لیگا تو ہوگا جوش رقت
سوا اس ذکر کے تھے اور مذکور
ہوا پر اتفاق اک روز ایسا
دبے پانون ہوے مجلس مین داخل
پدر یحییٰ کے اوس دن حسب معمول
امین وحی کا مجھ سے بیان ہے
بھرا ہے قہر وآفت سے سراپا
رکھا ہے نام اوسکا حق نے سکران
وہ سب قہر الٰہی سے بھرا ہے
ہوا وہ اسلیے غضبان سے مشہور
اوسی میدان مین ہے اک کنوان بھی
وہ ہیبت ناک و پرہول اسقدر ہے
بھرے صندوقِ آتش وہین ہین سب
کہین گرز اور کہین آتش کی زنجیر
یہ سن سنکے ہوے تھے پریشان

عروسِ نظم سے یون ہے ہم آغوش
محبت رکھتے تھے کرتے تھے شفقت
تو پھر یہ قاعدہ حضرت نے رکھا
تو پہلے چار سو تھے دیکھ لیتے
نظر گر پڑ گئی اون پر کسی جا
لپسر کا دھیان اونھین رہتا تھا ایسا
کرے گا رونے سے برپا قیامت
کہ جس سے سامعین ہوتے تھے مسرور
چھپاے منہ ردا سے اپنا یحییٰ
طبیعت وعظ سننے پر تھی مائل
ہوے یون وعظ کے کہنے مین مشغول
میانِ نار اک کوہ کلان ہے
پتا ملتا نہین ہے انتہا کا
پڑا ہے اوسکے نیچے ایک میدان
نہین وسعت کی اوسکی انتہا ہے
کہ ہے قہر و غضب سے حق کے معمور
کہ ہے حد سے سوا گہرائی اوسکی
تہ اوسکی سو برس کی راہ پر ہے
لباسِ آہنی سے ہین لبالب
نہ چھوڑین طوق وہ گر ہون گلوگیر
لگے خوفِ خدا سے کرنے افغان

کہا رو کر اصد افسوس و حسرت ۔ ہمین سکران سے کیسی ہو غفلت
نہین ڈرتے کبھی سکران سے ہم ۔ ذرا خائف نہین غضبان سے ہم
چلے روتے ہوے اوتجا سی اوٹھکر ۔ بیابانون کی لی بس راہ یکسر
پدر اونکے اوٹھے مجلس سے بیتاب ۔ کہا زوجہ سے یہ با چشم پر آب
کرو جلدی تلاش اپنے پسر کی ۔ خبر شاید ملے نور نظر کی
ڈرا ہے سنکے احوال جہنم ۔ گیا ہے کس طرف ڈھونڈین کہان ہم
ہوا آنکھون سے غائب لال تیرا ۔ مری آنکھون مین چھایا ہی اندھیرا
ڈرا ہے اوسکی ایسا وہ نکوکار ۔ اوسے زندہ نہ تو پائیگی زنہار

تشریف لیجانا جناب یحییٰ کی مان کا جانب صحرا تبلاش آنحضرت اور تیا معلوم ہونا زبانی ایک قلندر کی اور لے آنا حضرت کی والدہ کا آنحضرت کو اپنے گھر مین سمجھا کر

مؤرخ معتبر ہے اک کہن سال ۔ رقم کرتا ہے یون یحیے کا احوال
سنی یحییٰ کی مان نے جب یہ تقریر ۔ جدائی سے ہوئین بیٹے کی دلگیر
چلی روتی ہوئین با حالت زار ۔ ہوے کچھ لوگ رستے مین نمودار
اونھون نے پوچھا یحییٰ کی مان سے ۔ کدہر جاؤ گی آتی ہو کہان سے
کہا یحییٰ کی مان نے کیا بتاؤن ۔ پسر گم ہو گیا ہے ڈھونڈھتی ہون
پدر سے حال سنتے ہی سقر کا ۔ گیا ہے سوے صحرا میرا بچا
ملا ہوگا کہان جنگل مین کھانا ۔ پیا ہے اوسنے پانی یا ہے پیاسا
رہا بیچین یا پایا ہے آرام ۔ بتا دو ہو کہان میرا وہ گلفام
سوا اوسکے نہین رکھتی ہون اولاد ۔ مرا دل ہوگا جسکو دیکھکر شاد
وہی میرے بڑھاپے کا عصا ہے ۔ اوسی سے زندگانی کا مزا ہے
میری آنکھون کا ہے وہ ایک تارا ۔ وہی ہے خانۂ دل کا اوجالا

وہی ہے باعث آرام و راحت
وہی ہے مونس شبہای وحشت

وہی ہے اک مراد دلدار و غمخوار
وہی ہے ماہ تابان شب تار

اوسی سے دل مرا پاتا ہے آرام
رہے گا تا ابد اوس سے مرا نام

جو دیکھا ہو کہین اوسکو بتا دو
کہان ہے کس جگہہ ہے کچھ پتا دو

رہے شادان تمھاری آل و اولاد
خدا رکھے تمھین بھی خرم و شاد

یہ باتین تھین کہ آیا اک قلندر
لگی یون پوچھنے یحییٰؑ کی مادر

سراپا سارا بیٹے کا بتایا
کہین دیکھا ہے ایسا تو نے لڑکا

وہ بولا بہ خدا اس درجہ کیون ہو
مگر ہے جستجو بچے کی تمکو

کہا ہان مین اوسکو ڈھونڈھتی ہون
کیا تو نے مجھے خوش آیا عجب دن

غریب و بیکس و ناچار ہون مین
یہان تو مفلس و نادار ہون مین

کہا اے نیک زن بیٹا تمھارا
نظر آیا تھا مجکو رو رہا تھا

روان عارض پہ ہین یون اشک پیہم
رخ گل پر گرے جس طرح شبنم

تھا آب اشک مین ڈوبا سراپا
دعا یون ہاتھ اوٹھا کر کر رہا تھا

یہی عاصی کا تیرے مدعا ہے
دکھا یارب جو میرا مرتبا ہے

مراتب اپنے مین جبتک نہ دیکھون
قسم تیری نہ آب سرد چکھون

نہ تن کی ہے خبر اوسکو نہ سر کی
نہ ماں کی ہے نہ یاد اوسکو پدر کی

ہین بھائی اور بھتیجے سب فراموش
وہ ہے یاد خدا مین باختہ ہوش

بشر ہے یا ہے رشک حور و غلمان
قمر ہے یا ہے خورشید درخشان

ہوئین آگاہ جب یحییٰؑ کی مادر
اوسی جانب چلین با حال مضطر

ملا آخر اونھین وہ نیک افعال
اوسی صورت سے جیسا تھا سنا حال

ہوا پھر مادری الفت کا یہ جوش
کہ بیٹے سے ہوئین بڑھکر ہم آغوش

بہت الفت سے سینہ سے لگا کر
قسم تجکو ہے ذات کبریا کی
کہان تک ہجر کے صدمے سہون مین
کہان تک مین ہون بے صبر و بیتاب
تو کر میری ضعیفی پر ترحم
تو ہی تو اک مرا نور نظر ہے
یہ کہکر رو دی مثل ابر باران
قسم دی مان نے تب وہ ہوگیا ناچار
مکان پر پہونچے جب یحییٰ پیمبر
ہوا روشن مکان آنے سے تیرے
کہا مانو تم اپنے کو سنوارو
کہ اس سے چھن گیا ہی جسم سارا
میرے دل کو کرو مسرور و خوشنود
کہا یحییٰ نے مان سے دست بستہ
رہے ظل مبارک تا قیامت
یہ سب ہی اقتضاے مہر و الفت
یہ اونے آپ کا ہی کفش بردار
کہا تک مین کرون شکر و ثنا کر
کہ فرمائین وہ میرے بہر حال
یہ کیا تاب و توان اور کیا ہی مقدور
بدن سے پھر خشن کپڑے کیئے دور

کہا بیٹے سے سن اے میرے دلبر
مرے ہمراہ چل اب گھر کو جانی
کہان تک تیری فکر مین ہون مین
رہین آنکھین کہان تک میری بیخواب
ہوے ہین ہوش تجہ کو دیکھکر گم
تو ہی تو اک مرا لخت جگر ہے
ہوے یحییٰ بھی مان کو دیکھ گریان
چلے یحییٰ مکان کو با دل زار
تو یون کہنے لگین مان اونسے رو کر
ہوے خوش باپ مان آنے سے تیرے
بدن سے بالون کا کرتا اتارو
پہن لو نرم یہ کرتا خدارا
کہ جس سے خوش ہو تم سے رب معبود
کہ اے مرہم نہ دلہاے خستہ
رہین سر پہ مرے حضرت سلامت
یہ سب خادم پہ ہی حضرت کی شفقت
خطا کار و گنہگار و نمک خوار
کہ ایسے مہربان مان باپ بخشے
رہین با سلامت سالہا سال
کہ ہون ارشاد سے حضرت کی معذور
لباس نرم پہنا ہو کے مجبور

خیال آیا کہ بھوکا ہوگا یحییٰ | کئی دن سے نہ اسنے ہوگا کھایا
نکالا ئین عدس تھوڑے سے جاکر | کھلایا روبرو اپنے بٹھاکر
کیا تیار بستر بہر آرام | کہ اس بستر سوئے یہ میرا گل اندام
وہ آسائش وہ راحت گھر مین پائی | بچھونے پر جو سوئے نیند آئی
ہوے کچھ ایسے محو خواب غفلت | کہ آخر آگیا وقت عبادت

الہام ہونا جناب یحییٰ علیہ السلام کو اور پھر بیت المقدس جانا

مورخ صاحب تحقیق و دانا | بیان کرتا ہے اب یون یہ فسانا
ہوا یہ حضرت یحییٰ کو الہام | کہ اے عبد نکو سیرت نکو نام
مرے گھر سے ہے کیا بہتر ترا گھر | اقارب تیرے ہین کیا مجھ سے بڑھکر
ہوے بیدار یحییٰ اس ندا سے | تپان دل تھا زبس خوف خدا سے
ہوے چشمان اقدس پھر گہربار | ہوا وہ روز آنکھون مین شب تار
لگے یون عرض کرنے ہاتھ اوٹھاکے | مری تقصیر یارب عفو کردے
سوال اک مین نے جو تجھسے کیا تھا | ملا ہے یہ جواب اب مجھکو اسکا
مجھے تیری خوشی سے کام ہی بس | نچھوڑون گا کبھی بیت المقدس
نہ آونگا مکان مین اپنے حاشا | تری قدرت کا دیکھون کا تماشا
کیا زیب بدن کمل کا کرتا | جو پہنے تھے لباس اوسکو اوتارا
چلے روتے ہوے پھر گھر سے یکبار | کہا ان نے کہان جاتے ہو دلدار
قلق دل کو مرے جس سے ہیگا | بتاؤ گے وہی کیا حال اپنا
نہ جا اے لال تو گھر سے خدارا | تری فرقت نہ اب ہوگی گوارا
خدا کی یاد گھر مین بہ آرام | نہ کر مادر کو تو مہجور و ناکام
نہ میری زیست کر یون تلخ پیارے | بتا تو ہی رہون کسکے سہارے

نہین گھر سے نکلنے کا یہ دن ہے
ابھی تو دس برس کا تیرا سن ہے

ابھی دیکھی نہین ہے تیری اولاد
جوانی اپنی کیون کرتا ہے برباد

پدر نے یہ کہا مضطر نہ تم ہو
جہان جاتے ہین جانے دو نہ تم کو

اسے خواہش نہین دنیا کی زنہار
رہا کرتا ہے عقبیٰ کا طلبگار

پسند اسنے کیا ہے آخرت کو
نہین ہے طالب دنیا یہ خوشخو

جو سمجھانے لگے یون اونکی شوہر
ہوئین مجبور تب یحییٰ کی مادر

کہا یحییٰ سے اب جاؤ مری جان
رہے اللہ حافظ اور نگہبان

گئے بیت المقدس پھر وہ حضرت
وہان جاکر ہوے محو عبادت

شہید ہونا جناب یحیی علیہ السلام کا بترغیب و تحریص ایک زن زانیہ کی بدست یکے از پادشاہان کافر اور جوش مارنا خون آنحضرت کا تا سو برس تک و خاتمہ داستان

ہے لکھتا اب یہ راوی حق آگاہ
کہ تھا اوس عہد مین کوئی شہنشاہ

لعین و فاسق و مردود و مغرور
شراب کبر سے سرشار و مخمور

طبیعت بت پرستی پر تھی مائل
خدا کا تھا نہ وہ ملعون قائل

زنا مین رات دن رہتا تھا مصروف
سرود و رقص کی جانب تھا معطوف

بہت سی عورتین رکھتا تھا وہ شاہ
سمنبر سیمتن اور غیرت ماہ

حکومت پر اوسے اپنی تھا غرہ
بلاتا عورتون کو روز مرہ

اونھین سب عورتون مین ایک عورت
محل مین اوسکے تھی باشان و شوکت

نہایت فاحشہ تھی وہ ستمگر
مگر دلدادہ تھا سلطان اوسپر

اوسے تھا چاہتا دل سے وہ سلطان
فدا کرتا تھا اوسپر سے دل و جان

لکھا ہے یہ بھی راوی نے وہ پرفن
کوئی تھا پادشاہ اوسکی وہ تھی زن

وہ سلطان ستمگر جب گیا مر
محل مین تب رہی اوسکے یہ آکر

بہت تھی اوسکو یحییٰ سی عداوت ۔ یہ چاہا اوسنے از راہ شقاوت
کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یحییٰ ۔ اگر ہوون قتل پائے یہ تمنا
رہی اس فکر مین دنرات بدذات ۔ نکالی قتل کی حضرت کے یہ گھات
کہ مین ٹہیرا ہوئی اسکی رغبت ۔ نہ ہوگی تجھپہ بلکہ ہوگی نفرت
رہی شہ کی توجہ جب نہ مجھپر ۔ مری کیا قدر ہوگی تاک پھر
یہ بہتر ہے کہ اپنی دخت مین دون ۔ صلاح مین اسکی مین یحییٰ کا ہون خون
گئی یہ سوچکر وہ پیش سلطان ۔ کہا لونڈی کی جان ہو تجھپہ قربان
اگر جان کی امان لونڈی یہ پاے ۔ تو اپنا مطلب دل کچھ سنائے
پذیرا ہو جو میری عرض حضرت ۔ تو سمجھون اپنا مین فخر و سعادت
کہا شہ نے کہ ہے وہ کون سی بات ۔ لگی تب دست بستہ کہنے بدذات
مرا سابق مین جو تھا ایک شوہر ۔ حسینہ اوسے اک رکھتی ہون دختر
سمنبر ماہ پیکر نارپستان ۔ پری صورت بہی قد ماہ تابان
مین نذر شاہ کرتی ہون وہ دختر ۔ کہ ہے قابل تری وہ ہی بیکر
کہا مین پوچھ لون یحییٰ نبی سے ۔ کہ مین اس مسئلہ مین آیا وہ کہتے
کہینگے جیسا مجھسے وہ کرونگا ۔ جواب اس بات کا اوسوقت دونگا
ابھی اس باب مین تجھسے کہونگا ۔ ہوئی خاموش یہ سنکر وہ بدذات
غرض اک روز یحییٰ کو بلاکر ۔ لگا یون پوچھنے اون سے ستمگر
کہو مجھسے جو سوتیلی ہو دختر ۔ حلال اوسپر ہے جو ہے ماں کا شوہر
کہا حضرت نے یہ ممکن نہین ہے ۔ ازل سے بھی ہوا ایسا کہین ہے
ذرا خوف خدا کر دل مین ظالم ۔ یہ ہے فعل زبون و ناملائم
خدا کا قہر اوسپر ہوگا نازل ۔ جو ہوگا ایسے فعل بد کا عامل

جہنم مین جلے گا وہ بد اعمال — بہت ہوگا برا اوسکا وہان حال
نجات اوسکی نہین ممکن ہی حاشا — ارے غافل خدا را اس سے باز آ
وہ بیٹی ہے تری تو باپ اوسکا — نہین جائز کبھی عقد اوس سے حاشا
اگرچہ ہی وہ سوتیلی ہی دختر — وہ ہے ممنوع سوتیلے پدر پر
نہین عقد اوس سے ہوسکتا نہین ہا — اگر کیگا جو وہ ہے حق کا گنہگار
کیا یہ سنکے شہ نے جب تامل — دیا اوس زانیہ نے شہ کو یہ جل
ہمارے دین و ملت مین رہا ہے — اگر یحییٰ کا مذہب دوسرا ہے
کہا تب شاہ نے یہ اوس سے سُنکے — اوسے لا میرے پہلو مین بٹھا دے
یہ بات اوسکو جو سلطان نے سنائی — اوسے آراستہ کرکے وہ لائی
یہ افسون اپنی بیٹی کو پڑھایا — کرے جب شاہ قربت کا ارادا
تو کہنا دے مجھے یحییٰ کا تو سر — ہوا ہے تو اگر دل دادہ مجھ پر
یقین ہے قتل یحییٰ کو کرے گا — سر اونکا کاٹ کر بس تجھکو دیگا
مجھے تو اون سے اک بغض و حسد ہے — کہ اونکے قتل مین اسدرجہ کد ہے
جو تھا بیدین وہ سلطان مقہور — ہوا بس دیکھتے ہی شاد و مسرور
ہوا ایسا ز خود رفتہ وہ ملعون — بنا اوس رشک لیلی کا وہ مجنون
نہ خوف اوسنے کیا کچھ بھی خدا کا — عذاب حشر کو دل سے بھلایا
کیا جب عزم قربت شہ نے اوس سے — لگی یون دست بستہ عرض کرنے
سمجھتی ہون اسے فخر و مباہات — رہون تیری کنیزی مین مین دن رات
جھکا ہے سامنے شہ کے مرا سر — مگر اک التجا ہے بندہ پرور
قبول شہ اگر وہ التجا ہو — تو حاصل دل کا میرے مدعا ہو
کہا شہ نے کہ کہہ وہ بات کیا ہے — بتا کیا دل کا تیرے مدعا ہے

کرونگا مین وہی جو تو کہیگی
قسم ہے لات عزیٰ کی و ہبل کی

جب ایسی کہائی اوسنے شہ نے سوگند
بہت دل مین ہوئی اپنے وہ خورسند

کہا دیکھون تری کیسی زبان ہے
مجھے منظور شہ کا امتحان ہے

اگر ہے شاہ عاشق میرا کامل
خوشی بیشک کریگا تو میرا دل

اگر نہ وصل سے ہے مجکو انکار
گلے پر میرے گو پھر جائے تلوار

نہین مین چاہتی لعل و گہر ہون
فقط مین مانگتی یحییٰؑ کا سر ہون

اگر تو چاہتا ہے مجکو دل سے
مجھے یحییٰؑ کا سر جلدی منگا دے

عنایت سے یہ شہ کی کچھہ نہین دور
کرے گر التجا کو میری منظور

مجھے یحییٰؑ سے ہے قلبی عداوت
نہ بدلے گی مرے دل کی یہ حالت

کیا ہے وعدہ مین نے اپنی مان سے
کہ سر لادونگی مین شاہ جہان سے

اگر اس امر مین ہے تجکو انکار
تو ہے تیری محبت مجھ سے بیکار

جو بر لایا یہ میرا مدعا تو
اوٹھا پھر وصل کا میرے مزا تو

یہ باتین سنکے وہ شاہ بدافعال
رہا حیرت مین آئینے کی تمثال

رہا وہ دیر تک چپ مثل تصویر
مگر پھر عالم مستی مین بے پیر

یہ بولا لے ابھی یحییٰؑ کا تو سر
یہ سر کیا ہے فدا ہے جان تجھپر

ابھی اس بات کا لے امتحان تو
نہ فرق آئیگا اس مین اک سر مو

نکرنا پھر ہمارا قول باور
محل سے آیا غصہ مین وہ باہر

بلا کر روبرو یحییٰؑ کو یکبار
لگا بیہودہ کرنے اوسنے گفتار

یہ سمجھے حضرت یحییٰؑ ہمیر
اجل اسوقت ہے میری مقرر

رہے ثابت قدم راہ رضا مین
رہے رطب اللسان حمد خدا مین

کئے اوسنے طلب پھر طشت و شمشیر
ہوے پر حضرت یحییٰؑ نہ دلگیر

تو اے ظالم نہ کچھ خوف خدا سے
دیا اوس زانیہ کو سر تو یحییٰ
وہ پیغمبر ہوے جب بیگنہ قتل
سر اوسکے سے اک قطرہ لہو کا
زمین پر تھی اوس جگہ کی اپنی پاک
ابھرا تھا سے وہ نکلین ایک انبار
رہا وہ خون ہمیشہ جوش کھاتا
بخت نصر کا آیا زمانا
تو دیکھا اوسنے خون جو جوش کھاتا
یہان یہ خون جو کیون جوش کھاتا
ہے لوگون سے سنا ہے ہمنے یہ حال
اوسکے زمانہ مین تھے اک پیمبر
سنا ہی نام اون حضرت کا یحییٰ
کیا بے جرم اونکو قتل شہ نے
ہے سبب جوش مین ابتک ہی خون
عوض مین خون یحییٰ کے ہم ابتو
جدا بھائی سے بھائی کو کرونگا
پسر رشتہ کرے اپنے پدر کو
نہو موقوف جبتک جوش خونکا
غرض یہ کہکے وہ شاہ دلاور
کیا ہے راویون نے اسطرح نقل

کیا اس سر کو قلم تیغ جفا سے
بر آئی دل کی اوسکی بس تمنا
تو راوی اس جگہ کرتا ہی یون نقل
زمین پر بس گرا او رجوش کھایا
ابلتا تھا وہ جو جو پڑتی تھی خاک
یہانتک سرد ہو گیا تو شاہ فی الفور
زمانہ اوسکے گذرا نو سو برس کا
ہوا بیت المقدس اوسکا جانا
تو یہ لوگون سے اپنے اونے پوچھا
وہ سب بولے کہ یون ہے اسکا قصا
کہ تھا یان ایک سلطان با دل
مسلم زاہد و مقبول داور
ہدایت خلق کی تھا کام اونکا
لگا کہنے پسر سے اونکے خواب مین
کہا اوسنے برب پاک و بیچون
کرینگے قتل یان کے مرد و زن سب
پدر کے ہاتھ سے ہو قتل بیٹا
کرونگا پھر اخر ان سب کے گھر کو
ہر اک کو قتل مین کرتا رہونگا
لگا پھر قتل کرنے سب کو یکسر
ہوے ستر ہزار اک سال مین قتل

رہا اسپر بھی وہ خون جوش کھاتا — کہا لوگون نے اب ہے ایک بڑھیا
وہ بڑھیا جب گئی ماری تو خونکا — ہوا موقوف بس اوسکا اوبلنا
نہین لکھا ہی اوس بڑھیا کا کچھ حال — کہ تھی وہ کون ملعونہ بداعمال
سُنے گا جو کہ یحییٰ کا فسانہ — کرے گا یاد مجنون کو زمانہ
پڑھے جو اسکو وہ ہو خرم و شاد — دعائے خیر سے مجکو کرے یاد

تمام شد

تنبیہ نفس مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات قاضی الحاجات حق سبحانہ تعالی جل جلالہ و عم نوالہ

ارے دل اب ذرا ہشیار ہو تو — یہ کس غفلت مین ہی بیدار ہو تو
سنا ہی حضرت یحییٰ کا احوال — خدا کا خوف کر اے زشت اعمال
جہان یہ حال ہو پیغمبرون کا — ہم ایسے عاصیون کا ذکر ہی کیا
صلواۃ و صوم پر انکو ہین نازان — گناہون سے نہین ہوتے پشیمان
ہماری اسطرح کی بندگی ہے — کہ حق سے خود ہمین شرمندگی ہے
وہ خاصان خدا با وصف طاعت — یہ فرماتے تھے ہی حق سے ندامت
خدا کے خوف سے رہتے تھے گریان — نہین دیکھا کسی نے اونکو خندان
ہنسی آتی ہے اس اپنی ہنسی پر — ہنسی اپنی رولائیگی مقرر
گذرتی کیا ہی بعد از مرگ دیکھین — کہ ساری عمر گذری ہے گنہ مین
خیال انجام کا کچھ بھی نہ آیا — خدا کا خوف یون دل سے بھلایا
خداوندا مین ہون عبد گنہگار — گناہون سے ہون دوزخ کا سزاوار
ہوئی مجھ سے نہ کچھ تیری عبادت — نہایت ہے مجھے تجھ سے خجالت
بحق احمد مختار یارب — بحق حیدر کرار یارب
بحق فاطمہ بنت پیمبر — بحق حضرت شبیر و شبر

قسم دیتا ہون مین زین العبا کی
قسم ہے باقر شمع ہدا کی

قسم ہے جعفر صادق لقب کی
قسم ہے کاظم والا حسب کی

قسم ہے حضرت موسیٰ رضا کی
ابو جعفر تقی با خدا کی

قسم ہے رہبر ایمان نقی کی
قسم ہے سرور دین عسکری کی

قسم ہے قائم آل عبا کی
قسم ہے کشتگان کربلا کی

مجھے دنیا مین رکھنا شاد و مسرور
غم و رنج و الم مجھسے رہین دور

اعزا کو مرے رکھ شاد و خرم
احبا کو نہو میرے کوئی غم

رہے شاد ان مری سب آل اولاد
عدو جو ہین مرے ہون خوار و برباد

مدد کرنا لحد مین جب ہو جانا
عذاب حشر سے مجھکو بچانا

گنہ جو ہون سے مرے تو در گذر کر
خداوندا ترحم کی نظر کر

تمام شد

قطعۂ تاریخ از گہر ریزی کلک جواہر سلک سخنور معنی شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی اوستاد مصنف

مثنوی کیا خوب مجنون نے کہی
میرے شاگرد حمین ہین نازک خیال

نام نامی اونکا ہے کاظم حسن
ہین وہ اک نواب فرخندہ خصال

اک نبی کا حال سارا نظم ہے
اسکو کہنا چاہیے سحر حلال

پھر یہ ہمت کی کہ چھپوا یا اوسے
فضل حق سے نیک ہی ہوگا مآل

یاس یحییٰ سا نبی بے سر ہو جب
کیون نہو تاریخ عبرت خیز حال

١٣١٨

قطعۂ تاریخ از بلبل گلستان فصاحت طوطی بوستان بلاغت شاعر نازک خیال ناظم و ناثر بے مثال شفیق بکرم محب محترم موزون دان خفی و جلی برادر کرم فرما جناب میر گوہر علی صاحب متخلص بہ گوہر سلمہ اللہ تعالیٰ

رہے فکر نواب کاظم حسن خان
کہ احیا نمودست احوال یحییٰ

برطب اللسانی و عذب البیانی
بشیرین کلامی ربودست دلہا

ہویدا ز الفاظ حسن معانی
ز ترکیب نظمش سخن جلوہ آرا

ز تضمین و کلفۀ ز معمول الیطا — ز اغراق و اقوامی کلامش مبرا
ز بالا سخن بر زمین آمده بد — و لے ہمتش از زمین بر دبالا
چو جستند احباب تاریخ طبعش — گہر نور ایمان کاظم بگفتا

نور ایمان کاظم

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از برادر بجان برابر سعید فرزانہ شیخ بندہ حسن خان متخلص بہ نادان احمد سلمہ المستعان برادر حقیقی مصنف

گفت چون این مثنوی بے ہمہ رعنا — مثنوی و اخوندمین کاظم حسن
بہر تاریخش مرا ہمہ امر شد — گشتہ دل در بحر فکرش غوطہ زن
داد ہاتف این ندا نادان بگو — اسے ز ہے گلدستۂ بزم سخن

۱۳۱۱

قطعۂ تاریخ از برادر سراپا دانش و تمیز سعید ازلی سید تقی علیخان متخلص بہ رضا سلمہ الرحمان

عجب این مثنوی دلچسپ شد نظم — کہ ہر الفاظ او شمس الضحی است
چو جستم سال طبعش گفت ہاتف — رضا این مثنوی بدر الدجی است

۱۳۱۸ھ

ایضاً در سن عیسوی

کہی میرے بھائی نے کیا مثنوی — عجب ہے لفظوں سے کیا کیا نکات
رضا نے جو کی فکر تاریخ کی — تو یہ ملہم غیب نے دی بشارت
عبث بحر حیرت میں ہو غوطہ زن — لکھو تم اسے اب چراغ بصارت

۱۹۰۰ع

قطعۂ تاریخ از برخوردار فرخندہ شعار نور العین سید یوسف حسینخان سلمہ اللہ عطارد ابن نواب سید محمد حسن خان صاحب نصا و برادر زادۂ حقیقی مصنف

پلا ساقی شراب آتشین جوش — کہ ہو پینے سے جسکے عقل مدہوش
پلا ساقی شراب عشرت افزا — کہ ہووے نشۂ جسکا سرسے بالا
جدا کر کاگ شیشہ سے خدارا — رہا اب ضبط کا مجھکو نہ یارا
خدارا سامنے لا تو بطِ مے — توقف اسکی مجھکو شاق تر ہے

ارے ساقی پلا تو ایسے ساغر | کہ تا پہونچے دماغ اپنا فلک پر
شکر ریزی مری سحبان جو دیکھے | نبات اوسکے ہو شیرین جان دیوے
اگر سن لے عسل ریزی ہماری | تو ہو سیال ابر ضں معری کی جاری
تیرے قربان تو ایسی مے پلا دے | کہ جو قند مکرر کا مزا دے
بغل مین دے بٹھا اک حور پیکر | قسم تجھکو بہ ذاتِ پاک داور
ہے کرنا مجھکو وہ مضمون موزون | کہ جس سے نکتہ چین کا خشک ہو خون
قلم کرتا ہے یان سے گل فشانی | دکھاتی ہے طبیعِ معجز بیانی
نہیں مجھسا زمانہ مین سخنور | دہن سے ہون اوگلتا لعل و گوہر
دکھا دون باغ نظم دلربا کے | کہ نقشہ جسکا مانی سے نہ اوترے
ترو تازہ مضامین کے شجر ہون | نقاط الفاظ کے شل ثمر ہون
لگا ایسا گلِ مضمون کا گلشن | بنے قرطاس بھی گلچین کا دامن
سنبھل جا ای قلم جا ای ادب سے | ثنا استاد کی منظور اب ہے
جناب سیدِ کاظم حسن خان | تخلص جنکا مجنون ہی بصد شان
دُرِ یکتای دریاے فصاحت | خداوندِ مضامینِ بلاغت
فنونِ شاعری کو جانتے ہین | نکاتِ نظم کو پہچانتے ہین
مرے استاد اور عم ہین حقیقی | اونہین سے مین نے ہی تعلیم پائی
کرون مدح و ثنا استاد کیونکر | کہ ہین اوصاف اونکے حد سے باہر
بسانِ گل رہین وہ بادل شاد | کہ اون سے نظم کی بستی ہی آباد
الٰہی آل کو رکھ اون کے دائم | یہ ہے ارض و سما جبتک کہ قائم
لکھی ہے مثنوی صبر و رضا کیا | کیا کوزے مین گویا بند دریا
عطارد روک خامہ تیز دو کو | یہ ہے منظور طول اسکا نہین ہو

کہ اک دن از پئے پابوس اُستاد — گیا مین اپنے گھر سے بادل شاد
لگے فرمانے مجھ سے مسکراکے — کوئی تاریخ تو لایا نہ کہکر
تعجب ہے کہ تجھسا صاحب ہوش — رہے بیٹھا ہوا اس طرح خاموش
یہ سُنکر مجھ حیرت مین ور آیا — ندیکھا معذرت کا کوئی یارا
لکھی تاریخ پھر صبر و رضا کی — کہ مرضی تھی یہی میرے خدا کی

قطعۂ تاریخ

کہا ہمدم مرا روح الامین ہے — دماغ اسوقت بر عرش برین ہے
صدا ہر سو سے آتی ہے عطارد — کہ یہ چشم چراغ صابرین ہے ۱۳۰۱

قطعۂ تاریخ از برخوردار سعادت ولیاقت شعار فرخندہ اطوار نزل م... سید یعقوب حسین خان بدعوہ متخلص بہ یعقوب ابن نواب سید ابوالحسن خانصاحب برادر حقیقی مصنف

سر پیرا رائے اقلیم معانی — گل زیبائے باغ نکتہ دانی
مسیح نظم و نثر و فخر سحبان — جناب سید کاظم حسن خان
تخلص مجنون ہے مشہور عالم — مرے اُستاد ہین خالو ہین اور عم
لکھی ہے مثنوی دلچسپ و زیبا — گل خودرو ہے جسکا حرف سالہ
ہر اک الفاظ و نقطے غنچۂ و گل — فدا جنپر سخنور مثل بلبل
مضامین قند سے بڑھکر ہین شیرین — ہر اک بندش نئی اور طرز رنگین
لطائف خوب اور خوشتر کنایہ — معانی دلکش و خوش استعارہ
کہا دل نے کہ کہہ تاریخ اسکی — مگر ہووے نہ وہ صنعت سے خالی
با فضال خدای پاک و بیچون — کیا توشیح مین تاریخ موزون
سخنور اسکا یون کھولین معما — کہ لین اک حرف ہر اول کا پہلا
تو پہلے ہو سن فصلی ہویدا — اور اوسکے بعد ہجری ہو ہویدا

پھر اون سب حروفون کو کرین گر / تو موزون ایک مصرع ہوئی خوشتر

کہ جس سے ہوئین دو تاریخین پیدا / سن فصلی و ہجری ہو ہویدا

آغاز تاریخ در صنعت توشیح

مئی دو آتشہ ساقی پلا اب / کہ دو رکھتا ہون دلمین اپنے مطلب

سنہ ادا جلد اب کر مہربانی / دکھا دون اپنے مضمون کی روانی

زمین شعر شکل آسمان ہو / وہان پہونچون نہین جسکا گمان ہو

نظر باغ مضامین آئے سبکو / مئے گلرنگ گر تجھ سے عطا ہو

صفائی آئینہ سے ہوئے پیدا / کہ ہوئے دیکھکر حاسد کو سکتا

نہین تیری سخاوت سے کچھ دور / عطا مجھکو کرے گر جام تو پر

عنایت کا تری ہون چشم رکھتا / نظر مہر و عطا کی مجھ پہ فرما

ترے صدقے ترے قربان ساقی / تمنائین بر آئین میرے دلکی

سنہ ۱۳ف

ہوئی ساقی کی جس دم مہربانی / زبان نے کی شروع شیرین بیانی

یہ قصہ حضرت تحفۂ امیر / کہا استاد نے کیا خوب بہتر

عجب مضمون ہین درد آگین موزون / جگر تیرا کا جس سے ہو گیا خون

جہان دیکھو کھلا اک طرفہ گل ہے / ہر اک سو نالۂ بلبل کا غل ہے

یہ عالم ہے کسیکا خوف حق سے / کہ جو سے اشک حسرت مین ہین بہتے

بیان کرتا کوئی ہے حال سارا / کوئی دہشت سے گریان فعل نیسان

وہان اک دشت مین کرتا فغان ہے / یہان فرقت سے دو کی اب بچا جان ہے

غم فرقت سے گیسو پریشان / ہر اک سو ڈھونڈھ عشق بیکرو ہوا مان

رخ تابان پہ مو دختر کے مفتون — بنا تا قتل نبی کا اک ملعون
یہ مجمل تو نے کیا یعقوب لکھا — کیا کوزے مین دریا بند [illegible]
بس اب خالق سے یہ اپنے دعا کر — مجھے شیرین بیانی تو عطا کر

سنہ [illegible] ہجری

مصرعہ

مخزن صنعت ہے عجیب و غریب

۱۳۰۷ ف — ۱۳۱۸ ھ

ایضاً سن مسیحائی

چو فرمودند نظم این مثنوی را — جناب خالوی استاد معظم
شدم یعقوب بس در فکر تاریخ — بگفت این ہاتف غیبی بگوشم
عجب این مثنوی صبر و رضا گفت — مسیحائی شود گر تخرج کن کم
۱۹۰۰ ع

قطعہ تاریخ از لخت جگر نور نظر سعید کونین سید خورشید حسنین عرف سید ابو القاسم خان متخلص بہ خورشید ابن نواب سید ابو الحسن خان صاحب برادر حقیقی مصنف

قبلۂ دین حضرت خالوی من — گفت چون این مثنوی صبر و رضا
جستم ای خورشید سال طبع اش — مثنوی شمس الضحی آمد ندا
۱۸۵۵ — ۱۹۰۰ ع

قطعہ تاریخ از سرور روح و روان سید محمد ہاشم خان مد عمرہ متخلص بہ ہاشم ابن نواب سید محمد عسکری خان صاحب برادر خرد حقیقی مصنف

کیا مثنوی کہی ہے اے عم صد آفرین ہے — خورشید دیکھتا ہے جسکو بچشم ایقان
بیساختہ یہ ہاشم مصراع سال بولا — روشن ہوا جہان مین یہ اب چراغ ایمان
۱۳۰۹ [illegible] — ۲۰۵۱

قطعۂ تاریخ از لخت جگر نور بصر سعادت شعار سید محمد ذو الفقار عرف محمد ابراہیم خان سلمہ اللہ متخلص بہ قیس ابن نواب سید مہدی حسین خان صاحب

مرحوم و مغفور برادر حقیقی مصنف

چہ خوش مثنوی گفت استاد من — کہ ہست او مسمی بہ صبر و رضا
بہ توصیف این مثنوی شگرف — اصمّ بکم شاعران کیا
بیاض صفحہاش عین الکفو — سواد سطورش چو مشک تترا
ہمہ لفظہاش اندر او ثمین — کہ آب اندر آید ز دُر ہم بہا
فصاحت بلاغت چنان پرورد — کہ مثلش بدیدار نی فی الورا
ملایک چو اصغاے این مثنوی — بکرده بوجد آمده بر سما
عجب مثنوی ہست با آب و تاب — کہ واصف شده منشیان لقا
ثنائیش چہ گویم کہ خسروے چرخ — نثارش کند گوہرے بی بہا
پی سال طبعش نمودم چو فکر — بگفت ہاتف از من بلطف و عطا
کہ ای قیس در بحر حیرت نیفت — کہ داری لفضاء تو طبع رسا
گر ایں سال بکرمی تو خواہی شنو — قوافی بکن جمع ہر مصرعہا

ایضاً منہ

بلا ساقی مجھے اک جام عشرت — بہار زندگانی ہے غنیمت
مگر دے ایسی بادۂ تیز اور تند — کہ پینے سے نہ جھلکے ذہن ہو کُند
مرے ساقی مرے ساقی ادہر آ — گلابی پھول سی مجھکو تو بلوا
تو اتنی دیر کیوں کرتا ہے ساقی — عبث خوف عدو رکھتا ہے ساقی

زلال جنت الماوے جو پاؤن ۔ تو اپنی طبع کی جودت دکھاؤن
زبان ایسی کرے گوہر فشانی ۔ کہ جس سے خاطر دریا ہو پانی
قلم دُر ثمین چین پر بنائے ۔ مہ و خورشید کی ضو کو گھٹائے
مین وہ بلبل ہون از گلشن امیری ۔ کرے روح القدس جسکی صفیری
کہان تک قیس انشا لعلّی ۔ مگر تحریر اشعار تعلّی
عنان رخش کلک تیز تک اب ۔ مین کرتا منعطف ہون اسو مطلب
یہ ہے اک روز کا ای دوست ذکر ۔ تردد تھا نہ مجکو تھی نہ کچھ فکر
اکیلے اپنے کمرے مین بیٹھا ۔ جواہر عقد سرتے پڑھ رہا تھا
کہ اتنے مین منور خان آئے ۔ مخاطب ہو کے مجھ سے یون وہ بولے
کیا اُستاد نے ہے یاد تجھکو ۔ بلانے کو ترے بھیجا ہے مجھکو
کہا مین نے کہو بھئی خیر تو ہے ۔ یہ بولے تھی طلب اسوقت جو شہ
کہا ہان خیریت ہی آپ چلیے ۔ تردد کو نہ دل مین راہ دیجیے
یہ سنکر مین چلا شادان و فرحان ۔ حضورِ عم گیا با روے خندان
احبّا اِس سے واقف ہون سراسر ۔ ہمارے یہ پدر کے ہین برادر
رہا گو باپ کا سایہ نہ سر پر ۔ پدر سان یہ کرم فرما ہین مجھ پر
مرے اُستاد بھی ہینگے یہ عمون ۔ تخلص اپنا رکھتے ہین کے مجنون
نوازش اور عنایت اونکی دیکھو ۔ تخلص مین کیا تردیف مجکو
زبان تعریف مین اسوقت کھولون ۔ کہ آب کوثری سے وضو کرلون
ہین فردوسی زمان اور فخر سحبان ۔ کلیم عصر اور سعدی دوران
انھین پر ختم ہے شیوا زبانی ۔ انھین پر ختم ہے رنگین بیانی
یہی ہین زیب دہ تخت فصاحت ۔ یہی ہین ناظم ملک بلاغت

یہان سے رومی زنگی جبین اب
ہی کرتا اس طرح سے عرض مطلب

پہونچا جب کہ مین باروی خندان
حضور سید کاظم حسن خان

تو دیکھا جمع ہین شاگرد سارے
ہون گرد اگرد مہ کے جون ستارے

[illegible] اک محفل عشرت جمی ہے
کہ گویا نظم کی بستی بسی ہے

بجا لایا مین آداب غلامی
ہوا ہم بزم استاد گرامی

شگفتہ [illegible] تو بالعسل تبسم
یہہ فرمایا لکھوا [illegible] ہے تم

[illegible] عرض ہین نے بندہ پرور
دعائے خود بدولت سے ہے سراسر

[illegible] ہون [illegible] جو کہ واقف ہوون [illegible]
سبب کیا یاد فرمانے کے میرے

جناب قبلہ و کعبہ نے او سدم
یہ فرمایا کہ اے محبوب جانم

بپاس خاطر بندہ حسن خان
کہ ہے روح روان و راحت جان

کیا [illegible] نظم [illegible] کا فسانہ
کہ تا رہجائے یہ یاد زمانہ

بہ مطلب [illegible] ترا اے نور چشمی
برائے این کہ تاریخش بگوئی

[illegible] تاریخ سال طبع او را
[illegible] ساز [illegible]

ز استادت چنین ہرگہ شنیدم
[illegible] این قطعہ آنجا نظم کردم

قطعہ

کہ اے حضرت افادت دستگاہی
عجب فیاض ہیگی ذات پاکت

لکھی کیا مثنوی نایاب و عمدہ
عمل اسپر کرے جو پائے جنت

سن [illegible] فصلی ہے اس مصرعہ سے اظہر
فصاحت ہو سے پر عین الہدایت

سنا استاد نے جب قطعہ مذکور
ہوئے [illegible] شادان و مسرور

گل تحسین سے دامن کو کیا پر
لب تعریف سے بخشے [illegible]

بہ شفقت مجھکو سینے سے لگایا
مرا [illegible] ون مین رتبہ بڑھایا

لب لعلین سے کی گوہر فشانی | کہ تا یوم القیامت زندہ مانی
بس ای قیس اب خمکر گفتاری تا چند | گلو سوزی ہو زیادہ کھانے سے قند

قطعۂ تاریخ از بلبل گلستان فصاحت و بلاغت عندلیب چمنستان صنعت و بدایع ناظم و ناثر باکمال شاعر عدیم المثال مجمع اخلاق منبع اشفاق جناب بابو منشی نند کشور لعل صاحب متخلص بہ مست وکیل عدالتین

سبحانہ تعالی رب السما و الارض | کاظم حسن نے کیسی یہ مثنوی لکھی ہے
جسنے سنا ہے اسکو شیدا ہوا ہے ابھی | حسن و لطافت اسمین کیا کوٹ کر بھری ہے
ہے اسم با مسمی صبر و رضا یہ بیشک | یحیی نبی کا اسمین احوال واقعی ہے
تاریخ چھپنے کی جب کی مست نے تجسس | ہاتف نے یون بشارت با صد سرور دی ہے
دنیا مین جتنی شی ہے تاریخ سب ہے اسکی | مطبوع خاص اور عام یہ مثنوی ہوئی ہے
اوس لفظ کے عدد کو پہلے خیال کر لے | مقصود جس سے یعنی تاریخ مثنوی ہے
بارہ سے ضرب ہو کر اور چار ہو زیادہ | تقسیم اوس جمع کی چھ سے ہو گئی ہے
باقی کو ہفت و بست و سہ صد سے ضرب دیجیے | حاصل جو ضرب کا ہے فصلی کا سن وہی ہے

۱۳۰۸ ف

قاعدۂ استخراج تاریخ

مثلاً لفظ مجنون ہے کہ تخلص مصنف مثنوی ہذا ہے تاریخ نکالنی منظور ہے مجنون کے عدد ۱۴۹ اسکو بارہ سے ضرب دیا ۱۷۸۸ ہوا چار اضافہ کیا ۱۷۹۲ ہوئے۔ چھ سے تقسیم کیے ۲۹۸ بار گئے چار باقی بچے۔ چار کو ۳۲۷ سے ضرب دیا حاصل ضرب ۱۳۰۸ ہوئے علی ہذا القیاس

صلائے عام ہے حضرات مومنین کے لیئے

خاص حضرات اہل مطابع اثنا عشری کی خدمت مین التماس ہے کہ مین بطیب طبع اپنی آپ حضرات کو اجازت طبع مثنوی ہذا دیتا ہون والسلام فقط

العبد العاصی سید کاظم حسن خان مجنون ابن نواب سید نثار علیخان صاحب مدظلہ

سید کاظم حسن خان

دمع المفتون

ترجمہ اُردو

جلاء العیون

یہ کتاب ہدایت انتساب تصنیف شریف آخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ سے نہایت درجہ صحیح و معتبر و مستند ہے۔ اس کتاب مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت صاحب العصر امام محمد مہدی عجل اللہ فرجہ تک حضرات چہاردہ معصوم علیہم السلام کے ابتداے ولادت سے تا وفات حالات درج ہین اولاد و ازواج و مدت حیات و فضائل و معجزات و مصائب جو کہ اعدای دین سے ان حضرات معصومین پر گذرے سب اس کتاب مین صاف صاف موجود ہین روایات صحیحہ و احادیث معتبرہ کا یہ کتاب ذخیرہ ہے اگر اوّل سے آخر تک بنظر غور یہ تمام کتاب با اعتقاد درست پڑھ لیجاوے اور عورات و اطفال کو بھی سنا دیجاوے کہ سب کامل الاعتقاد ہوجاوین اور دنیا و آخرت دونون جگہ کے کام بگڑے ہوے بنجاوین چونکہ اصل کتاب فارسی زبان مین تھی اور ہر شخص فارسی بخوبی نہین سمجھ سکتا ہے لہذا ترجمہ بزبان اُردو سلیس عام فہم چھاپا گیا ہے عورتین اور اطفال کم عمر بھی بخوبی مضمون و مطلب سمجھ سکتے ہین قیمت یکجائی کامل دونون جلدون اوّل درجہ کاغذ سفید کی للعہ اور دوم درجہ کاغذ سفید کی قیمت سے ۶/ مع محصول ڈاکخانہ ہے۔ جن صاحبون کو خواہش ہووے۔ راقم سے بذریعہ ویلیو پی ایبل طلب کرین فقط

الراقم

سید عبد الحسین مترجم و تاجر کتب اثنا عشری لکھنؤ یحیی گنج عقب بزازہ

ترجمہ اُردو حیات القلوب

موسوم بہ

شفاء الصدور و رافع الکروب

علامہ آخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ سے یہ کتاب تصنیف انتساب پائی ہے فارسی کتاب حیات القلوب تھی لیکن فارسی زبان سے ہر شخص واقفیت نہیں رکھتا اس سبب سے اس کتاب کا ترجمہ اُردو زبان میں عام فہم سلیس کیا گیا ہے اور ایسا صاف صاف ترجمہ کیا ہے کہ اطفال و عورات بھی بخوبی مطالب مقاصد اسکے سمجھ سکتے ہیں۔ یہ کتاب کامل چار جلدوں میں چھپی ہے حسب تفصیل ذیل۔

جلد اوّل۔ اسمین ابتدا خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے تمام پیغمبروں کے سلسلہ وار تاریخی حالات و سوانح و وقائع و فضائل و معجزات و قصص مطابق آیات قرآنی و احادیث صحیحہ و روایات معتبرہ ائمہ طاہرین علیہم السلام درج ہیں یہ جلد اوّل قصہ ہائے عجیبہ و غریبہ کا ذخیرہ ہے کاغذ سفید تقطیع کلان پر یہ کتاب ختم ہے قیمت دو روپیہ آٹھ آنے ہے۔

جلد دوم۔ مین ابتدائی خلقت نور شریف حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تا وفات آنحضرت جسقدر فتوحات اور سوانح و وقائع معجزات ظہور میں آئے اور جدال و قتال حرب و ضرب و معرکہ آرائی جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جسقدر غزوات میں ظاہر ہوئی سب اسمین درج ہیں اس کتاب کے ملاحظہ سے تمام حالات جان سپاری و وفاداری امیر المومنین علیہ السلام واضح و آشکار ہیں اور بعض اصحاب نامدار کا فرار معرکہ کارزار سے اور جمیع حالات غزوات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں یہ جلد بسبب کثرت ضخامت دو حصہ مین چھپی ہے (۱۱۰۸) صفحات کلان پر ختم ہے اور قیمت ہر دو حصہ للعہ رکھی گئی ہے

جلد سوم مین بحث امامت سے آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے ثبوت امامت کیا ہے (۳۰۰) صفحات کلان پر ختم ہے قیمت للعہ ہے چاروں جلدوں کی قیمت معہ رو روپیہ ہے محصول ڈاک معہ فیس منی آرڈر ۱۲ ہے جن صاحبوں کو درکار ہو راقم سے بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب کریں راقم سید عبد الحسین اثنا عشری جرکتب للنئو محلہ [illegible]